بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۲۶

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم اتوار

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۶۰/۲۵	یکم جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ، ۲۵ وفا ۱۳۵۰ش، ۲۵ جولائی ۱۹۷۱ء	نمبر ۱۷۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا وہ بھی منافق ہے جسکی فطرت میں دورنگی پائی جاتی ہے

ہمیشہ دُعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس دورنگی سے بچنے کی توفیق بخشے

"یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے۔ بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہا کہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب اُن سے جُدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے پھر دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کُل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔

اب دیکھو کہ صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے۔ دین کی ہتک ہوتی سُنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے۔ اگر مومن کی سی غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے۔ جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب تک نفاق سے خالی نہ ہوگا۔ اور یہ حالت تم کو بذریعہ دُعا حاصل ہوگی ہمیشہ دُعا کرو کہ خدا تعالےٰ اس سے بچاوے جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلہ سے دُور رہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۷۴)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۴ وفا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام آباد میں تشریف فرما ہیں آج حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۴ وفا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ رات گرمی کی وجہ سے بے چینی کی شکایت رہی ویسے عام طبیعت اچھی ہے۔

احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ کے ساتھ تادیر سلامت رکھے آمین

ربوہ ۲۴ وفا۔ کل مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی زیر ہدایت محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی خطبہ جمعہ میں آپ نے بتایا کہ گو اجتماعی رنگ میں جماعت احمدیہ اعمال صالحہ پر قائم ہے اور نظام خلافت کی برکات سے متمتع ہوتی ہوئی خدمت دین کی خاص توفیق پا رہی ہے لیکن ہمیں چاہیئے کہ انفرادی رنگ میں بھی ہم اپنا جائزہ لیتے رہیں اور اپنی کمزوریوں اور نقائص کو دُور کرنے کی جدوجہد کرتے رہیں۔

خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس ۲۴ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہوگا تمام خدام سے شرکت کی درخواست ہے۔ (معتمد مقامی۔ ربوہ)

فلپائن میں مسلمانوں کے قتل عام اور مساجد کو نذرِ آتش کئے جانے کیخلاف

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا پُرزور احتجاج

صدر فلپائن کے نام پُرزور احتجاج پر مشتمل برقی پیغام

فلپائن میں پچھلے دنوں مسلمانوں کے قتل عام اور مساجد کو نذرِ آتش کئے جانے کے خلاف بیرونی ممالک کے احمدیہ مشنوں اور وہاں کی احمدیہ جماعتوں نے صدر فلپائن کے نام برقی پیغامات ارسال کر کے جو پُرزور صدائے احتجاج بلند کی تھی احمدیہ مشنوں اور جماعتوں کی طرف سے اس کے متعلق مسلسل اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ قبل ازیں احمدیہ مسلم مشن ملیشیا اور تنزانیہ کے احتجاجی تار شائع ہو چکے ہیں۔ ذیل میں اُس احتجاجی تار کا ترجمہ درج کیا جا رہا ہے جو جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے صدر فلپائن کے نام ارسال کیا تھا۔

بخدمت (۱) صدر جمہوریہ فلپائن
(۲) سپیکر پارلیمنٹ

منیلا

حال ہی میں انڈونیشی اخبارات میں منڈاناؤ (فلپائن) کے علاقہ میں مسلمان شہریوں کے قتل عام اور مساجد کو نذرِ آتش کئے جانے سے متعلق اندوہناک خبریں شائع ہوئی ہیں۔ ایک عالمگیر اسلامی تحریک کی شاخ ہونے کی حیثیت میں جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو فلپائن کے مسلمانوں پر ڈھائے جانیوالے ان مظالم پر شدید صدمہ ہوا ہے چنانچہ جماعت ہذا اس ظلم و تشدد کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت فلپائن سے پُرزور اپیل کرتی ہے کہ ایسے لرزہ خیز واقعات کی روک تھام اور سدِباب کیلئے انتہائی سخت اقدامات عمل میں لائے جائیں۔

(جماعت احمدیہ انڈونیشیا۔ جکارتہ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تین اہم اور بنیادی نعمتیں عطا فرمائی ہیں

(۱) تفسیر القرآن (بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)۔ (۲) شرفِ انسانی (۳) خلافتِ راشدہ کا قیام

ہماری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ ہم ان تینوں نعمتوں کی قدر کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ ر اخاء ۱۳۴۸ھش مطابق ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۶۹ء بمقام دارالذکر۔ لاہور

مرتبہ:۔ مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔ اے

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے الفاظ میں ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ مجھ سے مدد مانگنے سے قبل میری پہلی عطایا کی قدر کرو۔ میں نے تمہیں قوتیں، قابلیتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں۔ تمہارے اندر رفعتوں کے حصول کا مادہ ودیعت کیا ہے۔ تمہارے لئے اپنے قرب کی راہوں کو آسان کیا ہے۔ میں نے تمہیں اپنا مقرب بنانے کے لئے پیدا کیا ہے اس لئے ان رفعتوں کے حصول اور ان سیدھی راہوں پر چلنے کے لئے میں نے جو سامان پیدا کئے ہیں تمہارا فرض ہے کہ تم ان کی قدر کرو اور اپنی تدبیر میں پوری طرح انہماک اور جدوجہد کے ساتھ مشغول رہو۔

غرض اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنیادی طور پر جتنی بھی طاقتیں اور قوتیں عطا کی ہیں صرف اس لئے عطا کی ہیں کہ ان کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکے۔

اسلام کی حسین تعلیم

نے ان چیزوں کو بھی جو ایک دنیادار کی نگاہ میں دنیوی حیثیت کی حامل ہیں اخلاقی اور روحانی بنا دیا ہے انسان طبعاً اپنے ساتھی سے محبت اور پیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ فرمایا کہ تمہاری فطرت کے اس تقاضا کو بھی میں نے اس لئے بنایا ہے کہ اس طرح بھی تو میری محبت اور رضا کو حاصل کرے یعنی اگر لوگ یہ نیت کر لیں کہ ہم نے اپنے ساتھی کے ساتھ یا اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا ہے اس کے جذبات کا خیال رکھنا ہے اس کے آرام کا خیال رکھنا ہے اور یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا ہے تو اس صورت میں انسان کی یہ نیک نیتی اس کے دنیوی اور ذاتی کاموں کو بھی روحانی رنگ دے دے گی۔ اُس کے اس خلوصِ نیت کے باعث اس کے اعمال پر جو رنگ چڑھے گا وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت کی نگاہ کا مورد بنا دے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں کو بھی اسی طرح انسان کو ملنے والی دوسری ہر قسم کی نعمتوں کو بھی صحیح اور پورے طور پر استعمال میں لانا نہایت ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے الفاظ میں ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ جب تم ہر عطائے الٰہی کو فضلِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش کر لوگے اور اپنی تدبیر کو انتہا تک پہنچا دوگے تو پھر میرے پاس آنا اور نہایت عاجزانہ اور منکسرانہ طور پر میرے حضور یہ عرض کرنا کہ اے خدا! تو نے اپنے فضل سے مجھے یہ قوتیں عطا کیں اور ان کی نشوونما کے لئے ہر قسم کے سامان پیدا کئے۔ میں نے اپنی قوت کے مطابق اپنی طاقت کے مطابق اور اپنی استعداد کے مطابق تیرے عطا کردہ سامانوں کو تیری رضا کے حصول کے لئے استعمال کیا لیکن نہ تو میرا بھروسہ اپنی ان قوتوں اور طاقتوں اور استعدادوں پر ہے جو تُو نے مجھے عطا کی ہیں اور نہ میرا تکیہ اُن اسباب پر ہے جو تو نے میرے لئے پیدا کئے ہیں۔ یہ قوتیں اور طاقتیں بے نتیجہ اور یہ استعدادیں بے کار ہو جاتی ہیں اور یہ اسباب بے سود ہو کر رہ جاتے ہیں اگر تیرا فضل شاملِ حال نہ ہو اس لئے تو اپنا فضل فرما اور اپنی رحمت سے ہماری کوششوں میں برکت ڈال تاکہ ہمیں اپنی زندگی کا مقصد حاصل ہو جائے۔

پس

اِیَّاکَ نَعْبُدُ

میں ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں اور دوسری نعماء کو کماحقہ استعمال کریں۔ اُن سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں، تدبیر کریں اور پھر اس کو انتہا تک پہنچائیں اور پھر اپنی کوششوں پر تکیہ نہ کرتے ہوئے اُسی سے دُعا کرتے رہیں اور اس کے حضور جھکے رہیں کیونکہ دین و دُنیا کی کوئی بھی بھلائی اور بہتری اُس کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے سب سے بڑی نعمت قرآن عظیم ہے۔ یہ ایک مکمل ہدایت نامہ اور کامل شریعت ہے یہ سرچشمہ ہے ہر خیر کا، یہ منبع ہے ہر برکت کا اور یہ ذریعہ ہے ہر فیض کے پالے کا۔ لاریب یہ ایک عظیم کتاب ہے جس کی عظمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اس عظیم کتاب کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ یہ کتاب مبین ہے۔ یعنی اس کے وہ عمیق اسرار جو ہم سے پہلوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کئے اور ہم تک پہنچائے، جب تک اُن کے لئے ان اسرار اور ان رموز اور ان نئی سے نئی حکمتوں، دلائل عقلیہ اور فلسفہ یا اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی نئی راہوں کی نشاندہی نہیں ہوئی تھی یہ ساری چیزیں قرآن کریم کے دوسرے حصے یعنی کتاب مکنون کا حصہ تھیں۔ لیکن جب ہمارے اسلاف میں سے نامور بزرگوں نے قرآن کریم کے بعض حقائق کو ہمارے سامنے پیش کیا، اس کے اسرار اور رموز سے پردہ اُٹھایا، عقلی اور نقلی دلائل سے اس کی صداقتوں کو ثابت کیا تو ان کی اس تشریح و توضیح کے نتیجہ میں ہمارے لئے یہ کتاب مبین بن گئی۔ کیونکہ اس کے رموز و اسرار پر سے پردہ ہم سے پہلے آنے والوں نے اٹھایا تھا۔ لیکن جس طرح گلاب کے پھول کی پتیاں ایک کے بعد دوسری کھلتی ہیں اور خود نمائی اور حسن و خوبصورتی کو دوبالا کرتی چلی جاتی ہیں، اسی طرح قرآن عظیم کی علم و عرفان کی باتیں گلاب کے پھول کی پتیوں کے مشابہ ہیں۔ جب اس کے پُرحکمت کلمات پر سے پردہ اٹھتا ہے تو ہمیں نیچے اور پتیاں نظر آتی ہیں۔ ایک نیا زمانہ آتا ہے، ایک نئی نسل پیدا ہوتی ہے وہ قرآنِ مبین سے یعنی جو پہلے تفسیر ہو چکی ہے اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ پھر لوگ دُعائیں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے ان کے لئے نئی پتیاں کھلتی ہیں۔ اسرار روحانی سے پردہ اُٹھاتے جاتے ہیں انہیں نئے نئے حقیقتوں کا علم ہوتا ہے نئے علوم کا پتہ لگتا ہے۔

پس

قرآن کریم کا ایک پہلو

تو یہیں ہے اور اس پہلو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر نسل اضافہ کرتی چلی آئی ہے اور ہر نسل پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کتاب مکنون اور اس کی حکمتوں کی وارث بھی بنتی رہی ہے۔ ہر نسل کو نئے سے نئے علوم حسب ضرورت اور بتقاضائے حالات دیئے جاتے رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس نے کسی چیز کو بے سہارا نہیں چھوڑا۔

ہمارے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیروں نے اس انتہائی جوش کی حالت میں آئندہ زمانوں کے لئے بہت سے اسرار کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیئے اور جن کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ اُن کے لئے یہ سامان پیدا کر دیئے کہ ان کا سمجھنا نسبتاً آسان ہو جائے۔ کیونکہ ایک حد تک تفسیر ہو چکی ہے اور ایک حد تک باقی ہے۔ بہرحال اس وقت اس قرآن عظیم کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کی کتب میں پائی جاتی ہے۔ اگر ہم قرآن عظیم سے دین اور دنیا کی خیر حاصل کرنا چاہتے ہیں تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہم اس نعمت کی قدر کریں۔ اگر ہم قرآن کریم کی ہدایتوں کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اگر ہم قرآن کریم کے احکام کی پابندی نہیں کریں گے۔ اگر ہم قرآن کریم سے اس قسم کا عشق نہیں کریں گے تو ہمیں دین اور دُنیا کی بھلائی کس طرح مل سکتی ہے۔ ہمیں اس نعمت کی حتی المقدور قدر کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیرات سے ہمیں بھی کتاب مکنون کا حصہ ملتا رہے جو ہماری زندگی کی پریشانیوں کو دُور کرنے والا اور الجھنوں کو سلجھانے والا ہو۔ پس اگر ہم مبین والے حصے کی جو دراصل ایک عظیم نعمت ہے جو ہمیں دی گئی ہے اس کی قدر نہ کریں اور اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ہماری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جو کچھ تمہیں دیا ہے پہلے اُس کی قدر کرو یعنی اُسے پورا پورا استعمال کرو اور اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاؤ۔ پھر میرے پاس آؤ اور کہو اے خدا! تُو نے ہماری فطرت میں ایک غیر محدود URGE (خواہش) ایک جذبہ اور ایک شوق رکھا ہے۔ ہم پہلو سے جو حاصل کر سکتے تھے وہ ہم نے حاصل کیا اب ہم دُعا کرتے ہیں کہ تو اپنے فضل سے ہم پر مزید ترقیات کے دروازے کھول دے اور ہمیں قرآن عظیم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی اور قربانیاں دینے اور ایثار دکھانے کی توفیق عطا فرما۔ لیکن اگر ہم پر جو عطا ہو چکی ہے جو کچھ ہمیں مل چکا ہے ہم اس کی قدر نہ کریں، اُس کا صحیح استعمال نہ کریں۔ اُس سے پورا فائدہ نہ اٹھائیں تو ہماری دعا ردّ کر دی جائے گی، اس قسم کی دُعا ہمارے منہ پر مار دی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میں نے تمہیں دیا ہے اس کی تو تم نے صحیح قدر نہیں کی اور اس سے تو تم نے پورا فائدہ نہیں اٹھایا اب جس چیز کو مجھ سے مانگ رہے ہو اس سے تم کیسے فائدہ حاصل کرو گے یا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کیسے کر سکو گے۔ پس ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے جو کچھ مل چکا ہے اس کی قدر کرو اور اس سے حتی المقدور فائدہ اٹھاؤ، اپنی قوت اور طاقت کے مطابق اپنی تدبیر کو انتہا تک پہنچا دو اور اس کے بعد میرے پاس آؤ اور مجھ سے مانگو، میں تمہیں نئی نعمتیں دوں گا۔ میں تم پر اپنے فضلوں کے دروازے کھولوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ریاء اور نمائش کے

زہر کا تریاق

ہے کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے تمہیں جتنی قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر صرف اس کی رضا کے حصول کے لئے ہیں۔ اُس کے اخلاق کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کے لئے ہیں۔ پس جب انسان اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں اور دوسری ہر قسم کی نعمتوں کا استعمال اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش محض اس لئے کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضا اس کو حاصل ہو تو پھر ریاء نہیں ہوگا نمائش نہیں ہوگی، کسی کو دکھانے کی خواہش نہیں ہوگی۔ نمائش کے ذریعہ سے لوگوں کی واہ واہ حاصل کرنے کی خواہش اور ارادہ نہیں ہوگا۔ یہ مقام تو فنا کا مقام ہے جب غیر اللہ سے دل تہی ہو جاتا ہے تو اس میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہ جاتا ہے۔ جو شخص ہر مخلوق شجر حجر وغیرہ کو استعمال میں لا کر فائدہ اٹھا سکتا ہے، ہر نعمت کو جو آسمان سے آتی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ذریعہ سے نازل ہوتی ہے اس کو محض اللہ تعالیٰ کے لئے

خرچ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور جو بھی میں نے کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ کے لئے کرنا ہے تو پھر انسان کے کسی بھی عمل میں ریاء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے انسان کے کسی بھی کام میں حتیٰ کہ اس کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی ریاء کا کوئی دخل ہی نہیں ہو سکتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ریاء کی بیماریوں کا علاج ہے۔ کیونکہ انسان جب سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ میں نے نہ اپنی کسی قوت پر اور نہ اپنی کسی قابلیت پر بھروسہ کرنا ہے اور نہ ہی دوسری نعمتوں کو خدائی کا درجہ دینا ہے بلکہ سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھنا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا، سب کچھ کر لینے کے بعد اور تدبیر کو انتہا تک پہنچانے کے بعد بھی میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے ہوئے جھکنا ہے اور یہ کہنا ہے کہ میں نے جو کچھ کرنا تھا وہ میں نے کر لیا ہے۔ جو کچھ میں کر سکتا تھا یا جو میرے بس میں تھا وہ تو ہو چکا لیکن میں جانتا ہوں کہ اس کے باوجود میں تیرے فضلوں کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک تیرا ارادہ تیری مدد تیری نصرت میرے ارادے اور میری کوشش کے شامل حال نہ ہو۔ پس اس صورت میں

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے دعائیہ الفاظ

انسانی تکبر اور غرور اور نخوت کے بھوت کی گردن پر ایک تیز چھری کا کام دیتے ہیں۔ اس دُعا کے ذریعہ انسانی تکبر و نخوت کے بھوت کا سر کچل دیا جاتا ہے اور انسان تکبر اور غرور، نخوت اور خود بینی کے زہر سے ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے اس دنیا میں اس زندگی میں ایک ہی موت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے فنا ہو جانے کی موت ہے یہ موت بھی ہے اور ایک لقا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا اور اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے لقا اور زندگی کا حصول ہے۔

پس اس وقت جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے بڑی نعمت

مجھے نظر آتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ بھی غور کریں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سب سے بڑی نعمت جو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآن کریم کی تفسیر کے خزانے ہیں کہ جن سے ہم جتنا بھی فائدہ اٹھائیں یہ خزانہ ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے اس خزانے کی قدر کرنا ضروری ہے اور اپنے چھوٹے بڑے ہر قسم کے مسائل کو اس کی روشنی میں سُلجھانا ضروری ہے۔ اگر ہم اپنی طرف سے اپنی زندگی کے مسائل کو سلجھانا شروع کریں گے تو ناکام ہوں گے۔ قرآن کریم کی ہدایت ہی کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی مسائل کا صحیح حل تلاش کیا جا سکتا ہے، اس کے بغیر ممکن نہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ہمارے لئے ایک کامل ہدایت نامہ بنایا اور پھر قرآن کریم کی اس کامل ہدایت اور حسین تعلیم کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک نہایت ہی اہم چیز یعنی آپ کی تفسیر ہمارے ہاتھ میں دے دی۔ اگر اس کے بعد بھی ہم غافل ہو جائیں تو ہم سے بڑھ کر بدقسمت انسان کوئی نہیں ہوگا۔ اس لئے میں بار بار جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ ایک خزانہ ہے اس کے دروازے کھولو، کتابیں پڑھو اور اُن پر غور کرو۔

اللہ تعالیٰ کی ایک عطا مثلاً زبان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زبان صرف اس لئے نہیں دی کہ ہم کھانے کی چیزوں کا مزہ چکھیں یا ہم باتیں کریں۔ یہ اغراض تو ساتھ ہی حاصل ہو جاتی ہیں جس طرح پنجابی کی ضرب المثل ہے کہ بعض چیزیں جھونگے وچ مل جاندیاں ہیں' زبان کے ذریعہ مزہ چکھنا یا باتیں کرنا ذیلی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زبان ہمیں اس لئے عطا کی ہے کہ ہم اس کو ذکر الٰہی کرنے کا ذریعہ بنائیں اور ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور یہ ایک بڑی نعمت ہے اس لئے کہ جو ذکر زبان سے کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے۔ اور اس کے لئے نہ مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور نہ دنیوی اسباب لگانے پڑتے ہیں، نہ اپنے کاموں کا حرج کرنا پڑتا ہے۔ صرف عادت ڈالنے کی بات ہے اس لئے نیکی کی عادت ڈالنی چاہیئے ہم اپنی زندگی کا ہر وہ لمحہ جو سویا ہوا نہیں ہوتا بلکہ بیدار ہوتا ہے اس کو ہم ذکر الٰہی میں لگا سکتے ہیں۔ پس

زبان کی اصل غرض

یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قلب میں رقت طاری ہو جانے کی ایک طاقت و خاصیت رکھی ہے جسے خشوع و خضوع بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے

عبادت کرتے وقت اس طاقت کو بھی استعمال کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ دل کے بڑے سخت ہوتے ہیں اُن پر خشوع و خضوع کی حالت کبھی طاری نہیں ہوتی حالانکہ بعض صوفیاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے چالیس دنوں میں ایک دن بھی (انہوں نے بڑی ڈھیل دی ہے درحقیقت چالیس کا سوال نہیں اگر کسی کی آنکھ سے روزانہ) آنسو نہ بہیں تو اسے اپنی فکر کرنی چاہیئے وہ ہلاکت اور جہنّم کی طرف جارہا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بڑا فضل کیا ہے کہ ہمارے دل میں یہ قوت اور طاقت ودیعت کی ہے کہ اس کی یاد میں اور اس کی محبت میں اور اس کی محبتوں کے جلوؤں کی تلاش میں خشوع و خضوع کی حالت پیدا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کسی کو یہ توفیق ملتی ہے تو اُس کا ہر وہ آنسو جو ریاء کے بغیر جو خودنمائی کے بغیر جو محض خدا تعالیٰ کے لئے انسان کی آنکھ سے ٹپکتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے دامنِ رحمت میں جذب کر لیتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اس میں ریاء اور تکبر اور خودنمائی اور خودرائی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ دو باتیں تو میں نے ضمناً بیان کر دی ہیں۔ میں قرآن کریم کی تفسیر کے سمجھنے کے سلسلہ میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی قوت دی ہے اور یہ ہے فکر اور غور کرنے کی قوت، اور یہ اس لئے دی ہے کہ ہم قرآن عظیم اور اس قرآن عظیم کی جو تفسیریں پہلے بزرگوں نے کی ہیں اور اب اس زمانے میں جو

بہترین تفسیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اور جس کا دائرہ قیامت تک وسیع ہے اور پھر جو تفسیر آپ کے خلفاء کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اس کو ایک نعمت سمجھتے ہوئے ...... اس کے سمجھنے سمجھانے کے لئے غور و فکر کریں اور ان حقائق سے پُر کتابوں کو مہجور کر کے نہ چھوڑ دیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے ذریعہ قرآن کریم کے حقائق سمجھکر ان پر عمل پیرا رہنے پر ہماری نجات منحصر ہے اسی میں ہماری اپنی خوشحالی اور ہماری اگلی نسلوں کا آرام اور خوشحالی کا راز مضمر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو بار بار پڑھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا ایاک نعبد کے ماتحت آتا ہے کیونکہ یہ ایک عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ فضل ہے تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور جب فائدہ اٹھانے کی پوری تدبیر کر لو اور جب ان تفسیروں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں اور سامانوں کے استعمال پر اپنا پورا زور لگا چکو تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے پھر میرے حضور آؤ اور مجھ سے مانگو اور کہو کہ اے ہمارے رب! تو نے ہم پر بڑی نعمتیں نازل کیں اور تُو نے سب سے بڑی نعمت قرآن عظیم کی شکل میں عطا کی اور پھر ان کی تفسیر کرنے کے لئے تُو نے دُنیا میں اپنے مطہرین کا گروہ بھیجا، انہوں نے تفسیریں لکھیں، پھر تُو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ہمیں اُن پر ایمان لانے کی توفیق بخشی، ہم نے آپ کی کتابوں کو پڑھا اپنی طرف سے ان کو سمجھنے کی مقدور بھر کوشش کی، اپنی طرف سے یہ کوشش بھی کی کہ جن ہدایتوں پر وہ مشتمل ہیں اُن پر عمل پیرا ہیں لیکن ہماری یہ ساری کوششیں بے کار ہیں۔ اگر تیرا دست قدرت یاوری نہ کرے، ہم فائدہ تو تب ہی حاصل کر سکتے ہیں جب کہ تیری مدد ہمارے شامل حال ہو، جب تیری نصرت کے ہم مستحق ٹھہریں۔ پس ایاک نستعین، ہم تیرے پاس مدد و نصرت لینے کے لئے آئے ہیں۔ اس یقین کے ساتھ کہ تیری مدد کے بغیر ہماری کسی کوشش یا تدبیر کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا اور نہ اسباب کے ... استعمال کا فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ کبھی فکر اور غور اور تدبر کا نہ خشوع کا۔ کیونکہ خشوع و خضوع میں بھی بعض دفعہ شیطان کا دخل آجانے سے بناوٹ آجاتی ہے۔ انسان خود رو رہا ہوتا ہے اور دراصل وہ شیطانی آنسو ہوتے ہیں، اُسے خود بھی پتہ نہیں ہوتا .... اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے تو امان ہے ورنہ امان کہیں بھی نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم عبادت کے تقاضے کو پورا کر لو گے تو پھر میں تمہارے ایاک نستعین کہنے کی رو سے تم نے جو مجھ سے مدد مانگی ہے اور نصرت طلب کی ہے وہ میں تمہیں عطا کروں گا، میں تمہاری مدد کے لئے آجاؤں گا۔ لیکن میری مدد کے حصول سے قبل تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ ایاک نعبد میں عبادت کے جن تقاضوں کا ذکر ہے تم ان تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو کیونکہ جو شخص خداداد قوتوں اور طاقتوں اور اس کی عطا کردہ دوسری نعمتوں سے لاپرواہی برتتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور شوخی اور گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے۔ پس

ادب کا طریق اور عاجزی کی راہ

یہی ہے کہ ہم اس کی عطا کردہ قوتوں یا صلاحیتوں یا دوسرے مادی اسباب اور روحانی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن ان کو بُت بھی نہ بنائیں۔ یہ سمجھنا تو حماقت ہے کہ کوئی شخص اپنی قوت، اپنی قابلیت یا اپنی عقل و فراست یا اپنے فکر و تدبّر کے نتیجہ میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ ساری چیزیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو روحانی نعمتیں بخشی ہیں ان کے صحیح استعمال کے باوجود ہم روحانی رفعتیں حاصل نہیں کر سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔ کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی رفعتیں

یا روحانی بلندیاں جن ستونوں کے سہاروں پر کھڑی ہیں وہ انسان کے بنائے ہوئے ستون اور سہارے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ستون اور سہارے ہیں۔ ان سہاروں کے بغیر انسان رفعتوں اور بلندیوں پر کھڑا رہ ہی نہیں سکتا۔ جو شخص اپنے آپ کو بڑا بلند سمجھنے لگتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کا سہارا نہیں لیتا وہ بلندیوں سے گرتا ہے اور اس کے پرخچے اُڑ جاتے ہیں اور اس کا درختِ وجود ذرّہ ذرّہ ہو کر رہ جاتا ہے جس طرح افریقہ کا جنگلی بھینسا جب غصّے میں کسی انسان کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہے تو بتانے والے بتاتے ہیں کہ انسانی جسم کے ذرّوں کو ڈھونڈنا بھی مشکل ہو جاتا ہے یہ تو خدا تعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے مگر جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جائے اس کے جسم کے کروڑویں حصہ کا بھی کہیں پتہ نہیں لگ سکتا۔ پس ان برائیوں سے بچتے رہنا چاہیئے لیکن یہ نہیں کہ ہم خداداد قوتوں اور صلاحیتوں کو نظر انداز کر دیں اور کوئی کوشش نہ کریں، کسی تدبیر کو عمل میں نہ لائیں مگر دعا یہ ہو اللہ تعالیٰ سے کہ یہ ہو جائے اور وہ ہو جائے۔ ایسی دعا ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے ایک زمیندار اپنے کھیت میں گندم کا بیج نہ ڈالے اور چھ مہینے تک یہ دعا کرتا رہے کہ اے خدا! مجھے اس کھیت سے بہت سا رزق عطا فرما۔ اگر کسی کے کھیت سے چالیس من گندم نکلا کرتی ہے تو میرے کھیت سے سَو من نکلے، لیکن اس نے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں بویا ہوتا۔ اگر وہ ان چھ ماہ کے دوران سر رات خدا کے حضور دعائیں کرتا رہے تب بھی اس کی دعا قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ اسے خدا تعالیٰ نے جو قوت عطا کی تھی اور اس مقصد کے حصول کے لئے جو سامان اور ذرائع پیدا کئے تھے ان کی اس نے قدر نہیں کی اور ان کے استعمال کرنے کو نظر انداز کر دیا لیکن دوسری طرف ایک وہ شخص ہے جو اپنے کھیت میں وقت پر گندم کا بیج بوتا ہے اور بڑی محنت سے اس کی دیکھ بھال بھی کرتا رہتا ہے اور پھر ساتھ ہی دعا بھی کرتا رہتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ اسکی دعا قبول ہو کیونکہ خدا تعالیٰ تو مالک بھی ہے، وہ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے وہ ہمارا خادم تو نہیں ہے کہ ہم جو بھی اس سے کہیں وہ اسے فوراً مان لے۔ اگر وہ کوئی دعا قبول کرتا ہے تو یہ اس کا احسان ہے، یہ اس کا فضل ہے۔ ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ ضرور ہماری دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس قسم کے نظارے بھی دکھاتا رہتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے پورا فائدہ بھی اٹھاتا ہے۔ اپنے ذرائع کو کماحقہ استعمال بھی کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے میں بھی لگا رہتا ہے۔ بایں ہمہ اس کی کوشش بے سود، اسکی تدبیر بے کار اور اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور یہ واقعات ہمارے لئے

عبرت کے اسباق

کے طور پر رونما ہوتے ہیں اور اس کے بعد بھی کسی کی روحانی اور جسمانی آنکھ نہ کھلے تو ایسے شخص سے بڑھ کر بدبخت کون ہو سکتا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے مجھے ضلع کیمبل پور کے ایک دوست نے لکھا کہ ہمارے گاؤں کی خریف کی فصل بڑی اچھی تھی۔ اور لوگ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت میں برکت ڈالے گا اس لئے اس سے ہمیں کافی رزق حاصل ہوگا اس نے لکھا کہ آٹھ دس دن ہوئے بارش ہوئی تھی (ہمارے ربوہ میں بھی ہوئی تھی، لاہور میں بھی ہوئی تھی) اس بارش کے دوران صرف ایک منٹ کے لئے ژالہ باری ہوئی اور کھیتوں میں کھڑی ہر چیز کو زمین کے ساتھ ملا دیا۔ اور ان کے لئے رزق کی کشادگی کے جو سامان نظر آ رہے تھے سارے کے سارے ختم ہو گئے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا اگر وہ دعاؤں میں لگے رہے تو ان کے رزق کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ ان میں احمدی بھی ہیں اور دوسرے بھی، ویسے ان معاملات میں احمدی، غیر احمدی کا کوئی سوال نہیں جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے دیتا ہے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں ان کی تنگی کو دُور کر دے گا۔ کیونکہ خدا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس واقعہ سے لوگوں کو یہ سبق دینا مقصود تھا کہ تدبیر کو انتہا تک پہنچانے کے بعد بھی جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں محض اپنی تدبیر کے ذریعہ نیک نتیجہ پیدا کر لوں گا وہ بڑا ہی احمق اور غلطی خوردہ ہے۔ نیک نتیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے اور اس کے بارے میں آگے آئے دن مختلف نظارے ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے فائدہ اٹھانے کے لئے فطری قوت کا صحیح اور پورا استعمال ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ قوت بطور احسان کے عطا فرمائی ہے۔ اس لئے مسائل پر غور کرتے رہنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ہماری بہتری کے لئے اپنے اوپر ایک کامل فنا وارد کی اور خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں کامل طور پر گم کر دینے کی مقبول کوشش کی۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس کوشش کو قبول فرمایا) اور اس کا نیک نتیجہ یہ نکلا کہ جو آپ چاہتے تھے وہ عمل میں آگیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنا زبردست مجاہدہ کیا کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہو گیا اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آپ کا وجود باقی نہ رہا اور اکمل طور پر

فنا فی الرسول کا مقام

عطا ہوا۔ ویسے تو امت محمدیہ کے تمام اخیار و ابرار ظلی طور پر اس فنا کے مقام کو حاصل کر کے ہی سب کچھ پاتے رہے۔ لیکن اس راہ میں ان کی ظلیت اور ان کی فنا کامل نہیں ہوتی تھی اور آئندہ بھی اس معنے میں کامل نہیں ہوگی۔ پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک وجود ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا بلند ترین مقام عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بھی آپ نے اپنے آپ کو کامل طور پر فنا کر دیا اور اپنے نبی متبوع حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں بھی ایسے گم ہو گئے اور آپؐ کے ایسے کامل ظل بنے اور ایک دوسرے میں اس طرح مدغم ہو گئے کہ گویا ایک ہی تصویر کے دو رخ بن گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت کو ایک اور مثال دے کر واضح کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کا کثرت سے ذکر فرمایا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کا شفاف آئینہ ہو ایسا مصفّٰی آئینہ کہ جس سے زیادہ مصفّٰی ممکن نہ ہو۔ اس شفاف اور مصفّٰی آئینہ میں جب کوئی شخص اپنی شکل دیکھتا ہے تو اس میں اس کے صحیح اور اصلی نقوش منعکس ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس روحانی فرزند کے آئینہ محبت میں نگاہ ڈالی تو آپؐ کی شکل مبارک کا کامل انعکاس اس کے اندر جلوہ گر ہو گیا اور اس طرح دونوں ایک ہی وجود (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دو دو جلوے بن گئے۔ اس کمالِ فنا اور اس کمالِ ظلیت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ روحانی مقام حاصل ہوا کہ ہزاروں لاکھوں ابرار اور اخیار اور مجددین اور خلفائے راشدین آپ کی ماتحتی میں قیامت تک پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور یہ سارے کے سارے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض سے حصہ لیتے رہیں گے اور اب جو بھی روحانی مقام ہے وہ دراصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور آپؐ کے

روحانی فیض کا نتیجہ

ہے ورنہ اور کچھ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؐ کے روحانی فیض سے کامل طور پر مستفیض ہوئے۔ آپؑ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اپنے آپ کو ایسا کھو دیا اور آپؐ پر اس قدر فدا ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی کامل ظلیت میں آپ نے ایسا مقام حاصل کیا کہ مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُصْطَفٰی فَمَا عَرَفَنِیْ وَمَا رَاٰی کہ جس نے میرے اور میرے نبی متبوع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق کیا اس نے میرے مقام کو نہیں پہچانا اور جو بعد میں آنے والے ہیں وہ بھی آپؐ کے ظل ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کو پانے والے ہیں اور ان کے لئے بھی کتاب مکنون سے اپنے اپنے زمانے کے حالات اور اپنی اپنی قابلیت و استعداد کے مطابق معنے کھلتے چلے جائیں گے۔ اور کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت تک کے لئے رموز قرآنی اور اسرار کتاب ربانی بتائے گئے ہیں اور آپ کی کتابوں پر جتنا کوئی غور کرے اتنے ہی نئے سے نئے علوم اور نئے سے نئے معرفت کے نکتے اسے ملتے جاتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا پورے فکر اور غور اور تدبر کے ساتھ مطالعہ کرنا

ہر احمدی کا فرض ہے

اور ہر احمدی ماں اور باپ کا یہ فرض ہے کہ اس کا بیٹا بھی اور اس کی بیٹی بھی خدا تعالیٰ سے محبت کرنے والے اور قرآن کریم کی تفسیر کو سیکھنے والے ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھتے رہیں تاکہ قرآنی علوم سے وہ بہرہ ور ہوتے رہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی بنیادی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت قرآن عظیم ہے اور اس کی خصوصاً وہ تفسیر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اِیَّاكَ نَعْبُدُ کو جو نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات ہر وقت تمہارے سامنے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مختلف نعمتیں عطا کی ہیں مثلاً مختلف قوتوں یا قابلیتوں کی شکل میں، مختلف اسباب کی شکل میں یا قرآن کریم کی مختلف تفاسیر کی شکل میں یا زبان کی شکل میں یا خشوع و خضوع کی شکل میں یا فکر و تدبر کی شکل میں یہ ساری خداداد قوتیں اور قابلیتیں اور یہ سارے ساز و سامان اور یہ سارے خداداد ملکات خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں خرچ ہونے چاہئیں۔ جب اس طرح عبادت کی جائے اور دنیوی اعمال بجا لائے جائیں تو پھر تم اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہنے کے مستحق ٹھہرتے ہو۔ پھر تمہیں میرے حضور دعا کرنی چاہیئے اور مجھ سے ہی مانگتے رہنا چاہیئے اور یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرمائے اور مزید رفعتوں کے حصول کے دروازے کھول دے۔ پس اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت تو قرآن کریم ہے اور پھر اس کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم نعمت ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفاسیر کی شکل میں عطا کی ہے۔ اس لئے اس کی قدر اسی طرح ہو سکتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے ہمیشہ پڑھنے پڑھانے رہنے کا تسلی بخش انتظام ہوتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک اور عظیم نعمت جس کا میں اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرف انسانی

ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر اس انسانی شرف کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں خدائے رحمان جس نے اس کامل کتاب کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے یہ اعلان کرتا ہوں کہ قرآن کریم کو شرفِ انسانی کے قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہارا شرف اور تمہارا مرتبہ، تمہاری عزت اور تمہارا احترام قائم ہو۔ غرض انسان کی عزت اور اس کے شرف کو قائم کرنے کے لئے قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ اس بنیادی نکتہ کو بھول جانے کی وجہ سے دنیا میں بد امنی اور بے چینی، فساد اور ظلم کا دور دورہ ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے

جسے مسلمانوں نے فراموش کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دن بدن تنزل کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے۔ جہاں تک انسان ہونے کا تعلق ہے، امیر غریب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کا مرتبہ اور شرف اور عزت ایک جیسی بنائی ہے۔ بنیادی طور پر انسانی شرف کے لحاظ سے تمام لوگ باہم برابر و یکساں ہیں۔ قرآن کریم نے انسانی شرف اور عزت میں باہم مساوات کا اعلان کرتے ہوئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہاں تک کہلوایا ــ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" فرمایا۔ اے اشرف المخلوقات۔ جہاں تک اشرف المخلوقات ہونے کا سوال ہے، مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں اور تم بھی میرے جیسے ایک انسان ہو۔ یہ واقعی شرف انسانی کے قیام کے لئے

بڑا عظیم الشان اعلان

ہے اور مسلمانوں کی بڑی ہی بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو فراموش کرتے چلے آنے کی وجہ سے نقصان اٹھاتے چلے آ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں جب یہ کہا کہ میرے حضور جھکو اور یہ کہو کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ یعنی یہ کہ جو نعمتیں تو نے ہمیں عطا کی ہیں ہم ان کی قدر کرتے اور ان کو صحیح استعمال کرتے اور تیری رضا کے حصول کی کوششوں میں انہیں لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح ایک دوسری نعمت عظمیٰ شرف انسانی کے قیام کی صورت میں رونما ہوئی ہے یعنی ہم نے تمام بنی نوع انسان کی بحیثیت انسان عزت اور شرف اور احترام کو قائم کرنا ہے اور ایک دوسرے سے معاملہ کرتے ہوئے انسان کی عزت نفس اور اس کے انسانی شرف کا خیال رکھنا ہے اور ہمیشہ یہ یاد رکھنا ہے کہ جس سے میں مخاطب ہوں یا جس سے میں کوئی معاملہ کر رہا ہوں یا جو اپنی ضرورت کے پورا کرنے یا اپنے حق کے حصول کے لئے میرے پاس آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بحیثیت انسان میری طرح ہی عزت اور شرف رکھتا ہے یہاں تک کہ عزتِ نفس اور شرف انسانی کے اعتبار سے فخرِ انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ویسے ہی انسانی شرف کے مالک ہیں جیسے ایک دوسرے آدمی کا انسانی شرف قائم کیا گیا ہے۔ آپ یہ یاد رکھیں کہ شرف انسانی کے لحاظ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی دوسرے انسان

میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس شرف انسانی کی بنیاد پر اخلاقی رفعتوں اور روحانی بلندیوں کے سامان پیدا کئے اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں میں ایک حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے انتہائی سے انتہائی بلند ہونے کی کوشش کی تو اس بلند پروازی میں سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے نکل گئے اور ایسے بلند ترین مقام کو حاصل کیا کہ اس سے زیادہ تو کیا اس جتنا بھی کسی کے لئے پانا نہ پہلوں کے لئے ممکن ہوا اور نہ پچھلوں کے لئے کبھی ممکن ہوگا۔ بعض فلسفی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں پابندی لگا دی۔ پابندی کا یہاں سوال نہیں ہے روحانی انعامات کے حصول میں کوئی روک نہیں ہے لیکن ہمارے علام الغیوب خدا نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ نہ پہلے اور نہ بعد میں آنیوالے اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اس بلند ترین مقام کو پہنچ سکیں گے جس بلند ترین مقام پر آپؐ پہنچے تھے۔ انسان کی تمام قوتیں جن کی شرف انسانی کے قائم ہونے کے بعد ابتداء ہوئی ہے ان کے لحاظ سے اس دوڑ میں تو آپؐ ہی آگے نکلے۔ لیکن مقابلے میں جہاں سے دوڑ شروع ہوتی ہے (سٹارٹنگ لائن) یعنی شروع ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا دس پندرہ آدمی قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر دوڑ شروع ہوتی ہے۔ اگر قطار میں سارے COMPETITOR (مقابلہ میں حصہ لینے والوں) کو کھڑا کر دیا جائے تو بحیثیت انسان سب برابر ہیں۔ اس لحاظ سے قطار میں کھڑے ہونے کی حیثیت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی دوسرے انسان میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن جب روحانی میدان میں دوڑ شروع ہوگئی تو دوسرے آپؐ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے۔

میں نے بڑا سوچا ہے اور بڑی سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس وقت دنیا میں جو ہر قسم کا فساد پایا جاتا ہے اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے میرے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ انسان کو اس کا وہ شرف اور مرتبہ نہیں دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عطا کیا ہے۔ اگر آج ہم ایک دوسرے سے عزت و احترام کا سلوک کرنے لگیں اگر ہمارے دماغ میں ہر وقت یہ موجود رہے کہ میرا مخاطب خدا تعالیٰ کی نگاہ میں انسان ہونے کی حیثیت سے وہی مقام رکھتا ہے جتنا کہ میرا محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو ہر قسم کا فساد مٹ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے اخلاقی اور روحانی طور پر بلند سے بلند تر ہوتے چلے گئے اور ایسے مقام تک پہنچ گئے کہ کسی ماں کے بچے کو وہ مقام نصیب نہیں ہو سکتا یہ تو ایک حقیقت ہے۔ لیکن اگر یہ بات مدنظر ہو کہ انسان ہونے کے لحاظ سے میرا مخاطب وہی عزت اور شرف کا مقام و مرتبہ رکھتا ہے جو انسانی لحاظ سے میرے اس محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر اس کے نتیجہ میں

انسانی دل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں دوسرے کے لئے جو عزت و احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ دراصل اس کا حق ہے۔ اس سے کم نہیں۔ اگر آج انسان انسان کو اس کا انسانی شرف اور مرتبہ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر آج انسان انسان کی عزت کرنے لگ جائے۔ اگر آج انسان کے دل میں دوسرے کی عزت و احترام پیدا ہو جائے تو یہ فتنے جو آج ہمیں دنیا میں نظر آرہے ہیں۔ یہ قتل و غارت کے جو بھیانک نظارے ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں یا ہم اخبارات میں پڑھ رہے ہیں ان کا سو فیصدی نہیں تو نوے فیصدی ضرور علاج ہو جائے۔

پس میں اس وقت مختصراً احباب جماعت کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی عزت آپ کا شرف صرف اُس وقت تک قائم رہ سکتا ہے جس وقت تک کہ آپ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور شرف اپنے دل میں اس معیار کا پیدا کریں جس معیار کا خدا چاہتا ہے کہ ہر بندہ کے دل میں میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور پیار پیدا ہو (میں اس وقت پیار والے مضمون کے اس حصہ کو نہیں بیان کر رہا) اور عزت و احترام پیدا ہو اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام کا تقاضا ہے کہ ہر دوسرے انسان کی عزت و احترام بحیثیت انسان حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی آپ کے دل میں بھی ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کی تو اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں ملا ہے کہ یہی جماعت احمدیہ کی عزت کو اس وجہ سے کہ وہ انتہائی طور پر قربانیاں دے کر اسلام کی خدمت کر رہی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کے دلوں میں پیدا کر رہی ہے ساری دنیا میں قائم کر دوں گا کس طرح پورا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں یہ وعدہ بیان ہوا ہے اور اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہے یہ بات کھلی ہوئی کتاب کی طرح واضح ہے۔ لیکن آپ کے حق میں یہ وعدہ صرف اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ آپ دنیا میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بھائی کی عزت قائم کرنے والے ہوں۔ کیونکہ ہر دوسرا انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانی بھائی ہے یا انسانی بہن ہے۔ اگر آپ اس عزت کو قائم کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں آپ معزز ہیں اور وہ وعدے آپ کے حق میں پورے ہو سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دیئے گئے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے دل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے بھائی یا بہن کی وہ عزت نہیں جو اللہ تعالیٰ قائم کرنا چاہتا ہے تو پھر آپ کے حق میں وہ وعدے ہرگز پورے نہیں ہو سکتے۔ خدائی وعدے تو ضرور پورے ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ کوئی اور قوم پیدا کرے گا یا کسی اور نسل کے ذریعہ سے وہ وعدے پورے ہوں گے۔ کیونکہ یہ خدائی وعدے ہیں جو پورے ہو کر رہیں گے لیکن آپ لوگ تو اس سے محروم رہ جائیں گے اور اس سے زیادہ کوئی بدقسمتی نہیں ہو سکتی۔

پس دوسری نعمت عظمیٰ جو ہے وہ شرف انسانی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ بحیثیت انسان تمام لوگ برابر ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی دوسرے انسان میں بھی بلحاظ شرف انسانی کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کا وہ پیار حاصل کیا کہ جو کسی دوسرے کے لئے ممکن ہی نہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ کے طفیل سارے بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیار میں سے ایک حصہ پانا ممکن ہوگیا۔ اگرچہ سب لوگوں نے اس سے حصہ پایا تو نہیں لیکن جہاں تک امکان کا تعلق ہے سارے بنی نوع انسان کے لئے

قیامت تک

کے لئے یہ ممکن ہوگیا کہ وہ آپؐ کے پیار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کا پیار حاصل کریں۔ لیکن اگر ہم اپنے تصور میں وہ مقام لائیں۔ جہاں سے اخلاقی اور روحانی میدانوں میں دوڑ شروع ہوئی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شرف انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر انسان کو مساوی اور یکساں حیثیت دی جائے پس سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک شدید جذبہ ہر احمدی کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے۔ اور وہ شرف جو خدا تعالیٰ نے انسان کو بحیثیت انسان کے دیا ہے۔ ہماری نگاہ میں ہر دوسرا انسان اس کا مستحق ہو۔ ہمارے عمل میں اس کو محسوس ہو اور ہمارے تعلقات میں اُسے یہ جلوہ نظر آئے تب جاکر وہ حسن و احسان اسلام کا گرویدہ ہوگا۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں پیدا ہوگی۔

پس یہ دوسری بنیادی نعمت عظمیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے اور ایاک نعبد کے تقاضے میں یہ تھا کہ میں نے جو نعمتیں دی ہیں ان کا صحیح اور پورا استعمال کرو جس کو ہم دوسرے الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ تدبیر کو انتہا تک پہنچاؤ۔ ایسا کرنے کے بعد پھر میرے پاس آؤ تب میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

تیسری نعمت عظمیٰ

جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ہم احمدیوں کو حاصل ہے وہ خلافت راشدہ کا قیام ہے۔ چونکہ وقت زیادہ ہوگیا ہے اسلئے اس کے متعلق میں مختصراً کچھ کہوں گا۔ چند بنیادی باتیں بتا دیتا ہوں اگلی بھی آپکو قدر کرنی چاہیئے۔ ایک ہے خلافت اور ایک ہے خلیفہ۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ خلافت نظام ہے اور خلیفہ جتنی بھی اللہ تعالیٰ اس کو زندگی دے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء سے منتخب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو مسند خلافت پر بٹھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصطلاح میں خلافت قدرت ثانیہ کی مظہر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت کا وہ جلوہ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجسم قدرت قرار دیا ہے۔ یعنی آپ کے وجود میں اور آپ کے مشن میں نظر آتا ہے۔ یہی قدرت کا یہ جلوہ قدرت ثانیہ میں بھی نظر آتا ہے۔ خلافت کے اندر اس عظیم قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ (البتہ یہ عجیب ہماری نگاہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی مشیت تو ہمارے تصور سے بالا ہے) اور وہ یہی ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو جو بالکل کم مایہ اور ناچیز اور جو کچھ بھی نہیں ہوتا اور اپنے آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتا اس کو مسند خلافت پر بٹھا دیتا ہے اور اس کمزور اور کم مایہ وجود کے ذریعہ سے وہ دراصل وہ اپنی قدرتوں کا نشان دکھانا چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کو چنے جس کے متعلق دنیا پہلے ہی سمجھے کہ وہ آسمانوں پر پہنچا ہوا ہے تو پھر اس طرح تو اس قدرت ثانیہ کے جلووں میں بہت اشتباہ پیدا ہو جائے۔

ہماری جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت کے جو کرتا دھرتا لوگ تھے ان کا دل کرتا تھا کہ سب کچھ صدر انجمن کو مل جائے اور ہر چیز ہمارے کنٹرول میں اور ہمارے ہاتھ میں آجائے اللہ تعالیٰ نے اس وقت ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ سمجھے کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ جو ہمارے نہایت ہی

پیارے خلیفہ اولؓ

ہیں انکو منتخب کرکے خلیفہ بنایا جائے اور جن نے ان کو بنایا ہے اور تاریخ نے اس کو ریکارڈ کیا ہے کہ آپس میں جب باتیں کرتے تھے تو کہتے تھے کہ بڈھا ہے دو چار سال میں ختم ہو جائے گا اور پھر ہر چیز ہمارے پاس آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ یہ بظاہر عقل و ہنر رکھنے والے

تھے ماہر و تجربہ کار تھے جن کے ہاتھ میں سارا اقتدار تھا مگر ان کی نگاہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے عالم دین یا بزرگ کی شکل میں نہیں آتے تھے بلکہ وہ انہیں ایک ایسے بڈھے کی شکل میں دیکھتے تھے جس پر عنقریب وعدۂ فنا آنے والا ہوتا ہے مگر وہ عظیم شخص جس پر بظاہر بڑھاپے کا عالم بھی طاری تھا جسے بڑھاپے کی کمزوریاں بھی لاحق تھیں اور جس کے متعلق یہ سمجھا گیا تھا کہ ہم جو چاہیں گے اس سے منوالیں گے۔ جب مسند خلافت پر متمکن ہوا تو ان کی ایک غلطی پر اس نے ان کو وہ جھاڑ پلائی کہ ساروں کی چیخیں نکل گئیں اور آنسو تھے کہ تھمتے نہیں تھے اس وقت وہ جلال کا جلوہ جو دنیائے احمدیت نے دیکھا اور تاریخ احمدیت نے جسے محفوظ رکھا وہ اس بوڑھے کی طاقت کا جلوہ نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کے اس وعدے کا جلوہ تھا کہ میں جس کو بھی اس منصب پر فائز کروں گا میرے جلال اور جمال کو تم اس کے وجود میں مشاہدہ کرو گے۔ اس کا اپنا کوئی وجود نہیں ہوگا

پھر ایک زمانہ گذرا

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

سے اللہ تعالیٰ نے بہت ہی عظیم کام لئے ہیں جو ہمارا Younger Generation (ینگر جنریشن) یعنی نوجوان نسل ہے ان کو تو وہ زمانہ یاد نہیں کیونکہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے کی بات ہے جس وقت آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو اپنے آپ کو بڑا کرتا دھرتا سمجھنے والے جماعت سے نکل گئے۔ لیکن اعتراض یہی کرتے رہے اور پروپیگنڈا بھی اسی بات کا کرتے رہے کہ دیکھو جی ایک بچے کو چن لیا گیا ہے اس کو نہ عقل ہے نہ شعور بھلا یہ جماعت احمدیہ کا کام کیسے سنبھال سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو وہ سمجھ اور فراست عطا کی کہ دنیا کے بڑے بڑے دماغ اس کے سامنے جھک گئے مثلاً محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ دماغ دیا ہے۔ لیکن دنیوی لحاظ سے یہ اعلیٰ اور عظیم دماغ اس ناتجربہ کار وجود کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوا۔ اس لئے کہ خدا نے یہ کہا تھا کہ تم میری قدرت ثانیہ کا جلال اور جمال خلفاء میں دیکھو گے۔ وہ قدرت ثانیہ کے رنگ میں تمہارے پاس آئیں گے۔ چنانچہ بڑے بڑے عالم اور فاضل لوگ آپ کے پاس آئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان میں عیسائی بھی تھے اور دہریئے بھی لیکن سب کو آپ کے علم و فضل کے سامنے جھکنا پڑا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ناتجربہ کار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ناتجربہ کار ہے مگر جو اس کے ساتھ لگے ہیں وہ ایک سے ہزار ہو جائیں گے اور تم جو اپنے آپ کو بڑا تجربہ کار سمجھتے ہو جو تمہارے ساتھ لگے ہیں وہ ہزار سے ایک ہو جائیں گے پس تجربہ کوئی چیز نہیں یہ بات تو صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے۔ جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ وہ لوگ تجربے کے گھمنڈ میں تھے اور خدا تعالیٰ کا یہ جواب تھا؟ خدائے علّام الغیوب کے علم کامل کے سہارے یہ کام کر رہا ہے۔ اب دیکھو کہ تجربہ کار کا کیا نتیجہ نکلا اور خدا تعالیٰ کی نصرت سے کیا نتیجہ نکلا۔

پھر خلافتِ ثالثہ کا وقت آیا اس وقت ہماری جماعت میں بڑے عالم بڑے بزرگ بڑے ولی موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے انتخاب کی نظر مجھ عاجز کم مایہ پر پڑی۔ اس نے اپنے قادرانہ تصرف کی انگلیوں میں مجھے لیا اور مسندِ خلافت پر بٹھا دیا۔ میں اپنی ذات میں جو ہوں وہ میں ہی جانتا ہوں آپ نہیں جانتے۔ آپ اگر میری اس کم مائیگی کا تخیل بھی کریں تو تصور میں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے جہاں تک مجھے اپنی اس عاجزی کا علم ہے میں تو بالکل ہی ایک کم مایہ انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کے فضل کی جھلک دیکھتا ہوں۔ اس کے بے شمار نشانات بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ مگر جتنا اللہ تعالیٰ زیادہ پیار کرتا ہے جتنی وہ زیادہ نعمتیں نازل کرتا ہے اتنا ہی میرا سر اور زیادہ اس کے حضور جھک جاتا ہے ایک دفعہ مجھے اسی کیفیت میں یہ خیال آیا کہ انسان زمین پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کیوں کرتا ہے تو مجھے میرے ذہن نے یہ جواب دیا کہ انسان زمین پر اپنی پیشانی رکھ کر اپنی عاجزی کا اظہار اسلئے کرتا ہے کہ زمین سے بھی نیچی جگہ اسے کوئی اور میسر نہیں آ رہی ہوتی ورنہ وہ اور زیادہ جھک جائے

پس

خلافت ایک نعمت ہے

اگر آپ اس کی قدر کریں گے اگر آپ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔ تو اس میں آپ کی اپنی دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ اور اگر آپ اس کی قدر نہیں کریں گے اور آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو میرا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس واسطے کہ خلیفۂ وقت کو اپنی ہر قسم کی عاجزی اور کم مائیگی کے باوجود خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غنا کا مقام بھی حاصل ہوتا ہے اور اس وجہ سے حاصل ہوتا کہ اس کی ہر طاقت اور اس کی ہر کوشش کا سہارا اور تکیہ

اللہ تعالیٰ کی ذات

ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی قوت اور اس کی طاقت یعنی اس کی نہایت اعلیٰ صفات اس کا تکیہ اور سہارا نہ ہوں تو ایک لحظہ کے لئے بھی کسی خلیفہ وقت کا زندہ رہنا ہی ممکن نہ ہو۔ جس وقت اس کی ذمہ داریوں کا ہجوم اس پر یلغار کرتا ہے یا جس وقت طعن کرنے والی زبانیں اس پر حملہ آور ہو رہی ہوتی ہیں تو اس وقت وہ اپنے رب کی طرف بھاگتا ہے اور اپنے رب میں گم ہو کر مخالف طاقتوں کی طرف منہ کرتا اور مسکراتا ہے اور اس کے لب پر یہ ہوتا ہے کہ

نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اس کو کوئی فکر نہیں ہوتی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایسے بندے منافقوں۔ سست اعتقادوں اور متکبروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور ان کو ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور خدا کی قسم آپ نے جو بھی فرمایا ہے بالکل سچ فرمایا جس شخص نے علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھ لیا ہے کہ میرے اندر کوئی طاقت نہیں کوئی ہنر نہیں اور جس نے علیٰ وجہ البصیرت یہ یقین حاصل کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مسندِ خلافت پر اس وعدہ سے بٹھایا ہے کہ میں تیری قوت بنوں گا۔ میں تیرا معاون بنوں گا۔ میں تیرا مددگار بنوں گا اور میں تیری تدبیروں کو ان کے کامیاب نتائج تک پہنچاؤں گا۔ اس کو کس بات کا فکر ہے۔ لیکن اس اس کو کس بات کا فخر اور غرور۔ اسی واسطے ہم عاجز بندے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں خدا تعالیٰ کی ہر نعمت کو پا کر اور اس کے فضلوں کا ہر آن مشاہدہ کرنے کے بعد صرف ایک ہی نعرہ لگاتے ہیں کہ "لا فخر" کہ ہم میں کوئی خوبی نہیں ہے

خدا کرے کہ آپ ان تینوں قسم کی بنیادی نعمتوں کو سمجھنے لگیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی اپنے پیارے رب سے توفیق پائیں اور آپ پر اس کے قرب اور اس کے پیار کی نگاہ پڑے اور آپ کو آپ کی زندگی کا مقصد مل جائے۔ آمین۔

ہر مرض کے مایوس مریض مشورہ کریں

دمہ۔ بواسیر۔ پائیوریا والے -/۱ روپیہ بھیجکر نمونہ دوا حاصل کریں۔ حیرت انگیز فائدہ ہو تو مطلوبہ رقم روانہ کر کے پورا کورس منگوائیں۔

صحت کلی ہونے پر شافی حقیقی کے عملاً شکر گزار بننے کی خاطر -/۸ روپے کی ۱۰۰ صفحات کی ۸ کتب جن میں بہائیت کی حقیقت واضح کی ہے مستند ۹ کتب پڑھنے کے بعد لکھی گئی (شہادت عظمیٰ عثمان غنیؓ) اردو محکمہ تعلیم راولپنڈی کی منظور شدہ شائع ہیں۔ -/۵ روپے بھیجکر حاصل کریں۔ پڑھنے اور عمل کی توفیق پانے پر بقیہ قیمت -/۳ روپے ادا فرماویں۔

درویش حکیم خواجہ محمد اسمٰعیل ببیٹی والا مکھا سنگھ اسٹیٹ راولپنڈی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرض اٹھرا کا شافی علاج

حبوب مفید اٹھرا

قیمت چھ صد گولیاں بیس -/۲۰ روپے

ناصر دواخانہ ربوہ۔ فون نمبر ۱۴ گول کچہری بازار لائلپور فون ۲۰۵۲

خوبصورت اور مضبوط دانت جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں

دانت بغیر درد کے نکالے جاتے ہیں۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے

چائنہ ڈینٹل سروس پانی والا تالاب رنگ محل لاہور

گذشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

از ۱۷ تا ۲۳ وفا / ۱۷ تا ۲۳ جولائی ۱۹۷۱ء

۱- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۱ وفا کی صبح آٹھ بجے بذریعہ کار ربوہ سے اسلام آباد تشریف لے گئے روانگی سے قبل حضور نے اجتماعی دعا فرمائی۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم حضور ایدہ اللہ بھی حضور کے ہمراہ تشریف لے گئی ہیں۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب معہ بیگم صاحبہ اور مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق پرائیویٹ سیکرٹری بھی حضور کے ہمراہ گئے ہیں۔ بعد میں اطلاع موصول ہوئی کہ حضور بخیریت اسلام آباد پہنچ گئے ہیں۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

حضور نے امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو مقرر فرمایا

۲- ۱۹ اور ۲۰ وفا کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مسجد مبارک میں تشریف لا کر فضل عمر درس القرآن کلاس کے طلباء سے بصیرت افروز خطاب فرمائے اور انہیں نہایت اہم اور ضروری نصائح سے نوازا۔ ۲۰ وفا کو حضور نے اپنی تقریر کے بعد اجتماعی دعا بھی فرمائی۔

۳- نصرت جہاں سکیم کے پروگرام "آگے بڑھو" کے تحت حال ہی میں ایک اور احمدیہ ہائر سیکنڈری سکول کا قیام نائیجیریا میں عمل میں آیا ہے۔ یہ سکول صوبہ سکوٹو کے مقام گوساؤ میں کھولا گیا ہے سکول نے اگرچہ ۱۷ مارچ ۱۹۷۱ء سے کام شروع کر دیا تھا لیکن اس کا رسمی اور باضابطہ افتتاح ۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو عمل میں آیا۔ اس روز بہت وسیع پیمانہ پر ایک افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں صدارت کے فرائض ایجوکیشن کمشنر جناب الحاج ابراہیم نے ادا کئے

۴- ۲۳ وفا کو مسجد ربوہ میں نماز جمعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک کو پھر احباب کے سامنے پیش کیا۔ جس میں حضور نے موجودہ ایام میں خاص طور پر یہ تین دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

۱- اللہ تعالیٰ ہمارے عزیز ملک پاکستان کو سلامت اور مستحکم رکھے اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھے

۲- اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کا حافظ و ناصر ہو اور اسے اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔

۳- اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ احباب کو ان دنوں میں خاص طور پر یہ تینوں دعائیں بڑی توجہ اور التزام کے ساتھ کرنی چاہئیں۔

۵- افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ الحاج چوہدری محمد ابراہیم صاحب آف ملتان جو کہ چوہدری محمد شریف صاحب جنجوعہ چیف منیجر آئیڈیل لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ کے والد تھے ۱۳ جولائی کو بعمر ۸۰ سال لاہور میں انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم بہت ملنسار، متواضع اور مخلص احمدی تھے۔ تبلیغ کا خاص شوق اور جذبہ رکھتے تھے جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا ۱۴ جولائی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد مقبرہ بہشتی ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور چوہدری صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عنایت فرمائے۔ آمین

۶- محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ چند روز کے لئے سندھ تشریف لے گئے ہیں۔

۷- محترم مولانا ابوالعطاء صاحب تا حال راولپنڈی میں زیر علاج ہیں۔ بخار سے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو آرام ہے البتہ کمزوری بہت ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حب اٹھرا رجسٹرڈ مرض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا
مکمل کورس گیارہ تولہ بائیس روپے۔ فی تولہ ۲/- روپے
حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ فون نمبر ۴۱۴۸
بالمقابل ایوان محمود ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور کو یاد رکھیں!

یک روزہ پھٹیاں چوزے
پولٹری خوراک۔ ٹیکے
ملنے کا پتہ
خلیل پولٹری فارم ربوہ
رجسٹرڈ
یک روزہ پھٹیاں ۹۰٪ چن کر ۲۰۰ روپے سینکڑہ ۲ فیصدی زائد
۱۰۰۰ یا زائد خریدار کو ۱ فیصدی زائد۔ یک روزہ مرغ
۵۰/- روپے سینکڑہ
(مینیجر)

Lahore Volks Wageners Club
REPAIRS
MINI MOTORS 54-B Gulberg II Ph. 81442

★ MODERATE CHARGES
★ QUICK, SATISFACTORY SERVICE
★ HIGHLY TRAINED V. W. MECHANICS TO WORK
★ QUALIFIED & TRAINED ENGINEERS TO SUPERVISE.
★ IN CASE OF V. W. BRAKEDOWN AT ANY TIME AND PLACE
★ **Just call in 81442. You will get instant service.**
★ **Prompt Emergency Service for Lady Drivers.**

Digitized by Khilafat Library Rabwah